شیخ الحدیث قاری

رحمۃ اللہ علیہ

عبدالحکم کرم الجلیلی

محمد رمضان یوسف سلفی
ایڈیٹر ماہنامہ صدائے ہوش لاہور

پاک و ہند میں مولانا عبدالوہاب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اوران کے خاندان عالی مرتبت کوممتاز مقام حاصل ہے۔اس دودمان عالی کے اصحاب علم فضیلت علمی، زہدوعبادت، تدین وتقوی، بیعت و ارشاد، تصنیف و تالیف اور درس و تدریس میں مصروف عمل رہے ہیں۔جس جذبہ وخلوص اورشوق و لگن کے ساتھ اس کے ارباب کمال نے بوقلمونی خدمات انجام دیں وہ انہی کا خاصہ تھا۔ اخلاص و للّٰہیت اورخوف خداہمیشہ ان حضرات عالی قدر میں بدرجہ اتم موجود رہا ہے۔انکساروتواضع،علواخلاق، عزوبت لسان جیسی اعلیٰ اخلاقی خوبیوں کے علاوہ جذبہ اتباع سنت میں بھی یہ لوگ مثالی رہے ہیں۔ ان نیک طینت داعیان حق کا مطمع نظر اسلام کی اشاعت توحید وسنت کا فروغ اور غیر شرعی رسوم و عوائدکااستیصال رہا۔بلاشبہ اس خاندان کے اصحاب فضل وکمال کی تگ وتازعلمی کادائرہ برصغیر پاک وہند کے دوردراز کے علاقوں تک پھیلانظرآتا ہے۔اس خطے سے بہت سے اہل علم اسی خاندان کے خرمن کمال کے خوشہ چیں ہیں۔گذشتہ 125 سال سے اس خاندان کا علمی فیض جاری ہے۔ ہندوستان کی دہلی کے صدر بازار میں مدرسہ دارالکتاب والسنہ میں مولانا عبدالماجد مدنی کی مسند حدیث آراستہ ہے اور وطن عزیز پاکستان کے شہر کراچی میں مرکزی دارالامارت جماعت غرباء اہلحدیث کے تحت گلشن اقبال کراچی میں جماعت کا عظیم ادارہ ''جامعہ ستاریہ اسلامیہ'' فروغ علم قرآن وحدیث میں پیش پیش ہے۔ بہت سے شائقین علم ان مراکزعلمی سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ ہمارے ممدوح مولانا قاری عبدالحکم کرم الجلیلیؒ جو قاری جی کے لقب سے معروف تھے اسی خانوادہ بلند مرتبت کے معززرکن تھے۔ان کی زندگی حرکت وعمل کا مجموعہ تھی وہ تمام زندگی دعوت دین میں مصروف رہے۔نہایت خوش اخلاق، نیک اطوار، بلند کردار اور متوکل علی اللہ، منکسر المزاج مہمان نواز عالم دین تھے۔ انتہائی ذہین وفطین، معاملہ فہم، عالم وفاضل، مفسرومحدث، مدبر، مفکر، مصنف، صحافی، خطیب، عابدزاہد، متقی اور پرہیزگار انسان تھے۔ میں پہلی بار اس رفیع المرتبہ عالم دین کی ملاقات سے 7 نومبر 1992 کومشرف ہوا۔ مجھے مولانا عبدالجبار سلفی صاحب مدیر صحیفہ اہلحدیث اپنے ہمراہ جامعہ ستاریہ دکھانے کیلئے لے کر گئے تھے۔صبح دس بجے کا عمل ہوگا کہ میں جامعہ کے ایک تدریسی کمرے میں داخل ہوا۔ایک نہایت نیک سیرت بزرگ مسند درس پر وقار وجاہت سے جلوہ افروز تھے۔سرخ وسفید رنگ، خوبصورت چہرہ کشادہ پیشانی، چمکتی ہوئی آنکھیں، تیکھے نقش، لمبی اور پتلی سفید براق داڑھی، سفید کرتہ اور شلوار زیب تن اوپر لمبا کوٹ، سر پر کپڑے کی سادہ ٹوپی اس پر سفید عمامہ، پورا قد، دبلے پتلے، دیکھنے میں بڑے وجیہہ و خوبصورت، سلف صالحین کی جیتی جاگتی تصویر۔ میں نے آگے بڑھ کر فرط عقیدت سے ان کی خدمت میں سلام پیش کیا اور مصافحہ کیلئے ہاتھ آگے بڑھادیا۔ انہوں نے نظر اٹھا کر دیکھا اور میرے سلام کا جواب دیا۔ اور محبت وشفقت سے مصافحہ کیا۔ میں نے تعارف کروایا تو از حد خوش ہوئے اور فرمانے لگے میں نے بھی کسی زمانے میں فیصل آباد کے محلہ محمد پورہ کی مسجد اہلحدیث میں پندرہ برس نماز تراویح میں امامت کروائی تھی۔ میں نے قاری صاحب کو جب یہ بتایا کہ صحیفہ اہلحدیث میں بھی مضامین لکھتا ہوں تو اور بھی خوش ہوئے اور حوصلہ افزائی کے ساتھ ہی افسردگی کے ساتھ اپنے فالج زدہ ہاتھ کی طرف اشارہ کرکے کہنے لگے۔ مجھ سے تو اب لکھا ہی نہیں جاتا۔ قاری جی کے ساتھ گفتگو جاری تھی کہ صحیح بخاری شریف پڑھنے والے

طلبا آگئے اور قاری جی پڑھانے میں مشغول ہوگئے۔ میں وہیں بیٹھا سنتا رہا اور ان کے انداز تدریس کو دیکھتا رہا۔اس کے باوجود کہ قاری جی مفلوج تھے لیکن ان کی سماعت و اصارت اور حافظے میں کوئی فرق نہ آیا تھا۔ مجال ہے کوئی طالب علم عبارت پڑھنے میں غلطی کرے اور وہ اس کی نشان دہی نہ کریں۔ یہ ان کے قوی اور مضبوط حافظے کا عالم تھا۔ دوران تدریس اگر کہیں علمی نکات بتلانے مقصود ہوتے تو بڑے احسن پیرائے میں دلنشیں انداز میں بتاتے۔ اس روز صحیح بخاری شریف کے باب "صفة النبی ﷺ" کی احادیث پڑھی گئی تھیں۔ جب یہ حدیث پڑھی گئی کہ "نبی علیہ السلام کی داڑھی مبارک میں کچھ بال سفید تھے" تو قاری جی نے پہلے دوسری روایات سے اس حدیث کی وضاحت اور تشریح کی پھر فرمانے لگے۔ مولوی عبدالغفار صاحب (اس سے مراد مولانا حافظ عبدالغفار سلفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں) جو فوت ہو چکے ہیں مجھ سے دو برس چھوٹے تھے، میری شادی ان سے دو سال پہلے ہوئی تھی لیکن ان کے سر اور داڑھی کے بال تیس پینتیس سال کی عمر میں ہی سیفد ہو گئے تھے۔ یہ بات سن کر طلبا از حد محظوظ ہوئے۔ پھر جب سبق ختم ہوا تو طلبا نے اپنی اپنی کتاب پر جہاں اس روز سبق ختم ہوا تھا قلم سے نشان لگائے تا کہ مقام سبق بھولنے نہ پائے۔ قاری جی ان کو ایسا کرتا دیکھ کر فرمانے لگے "بھئی یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ اس طرح تو کتاب پر نشان لگانے سے کتاب خراب ہو جاتی ہے مجھے دیکھیں عرصے سے آپ کو پڑھا رہا ہوں لیکن میری یہ کتاب ویسی کی ویسی ہے اس پر کوئی نشان نہیں لگایا۔ جہاں آج سبق چھوڑا ہے کل وہیں سے نکالوں گا"۔

یہ میری قاری جی سے پہلی اور آخری ملاقات تھی میں ان کی خوش اخلاقی، بذلہ سنجی، خوش طبعی، علمی استحضار، فہم حدیث میں درک علوم اسلامی میں کامل دسترس اور ان کے تبحر علمی سے بے حد متاثر ہوا۔ وہ جماعت کے مخلص و محب اور بے مثال عالم دین تھے ان کی تدریسی، تصنیفی، صحافتی اور تبلیغی خدمات کا دائرہ نہایت وسیع ہے۔ انہوں نے کم و بیش چالیس سال صحیفہ اہلحدیث کے لئے ادارتی فرائض انجام دیئے۔ 25 سال صحیح بخاری شریف کا درس دیا۔ سینکڑوں طلبہ نے ان سے استفسار کیا۔ قاری جی علمی خاندان کے فرد فرید تھے ان کے والد گرامی شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالجلیل خاں المعروف مولوی جی اپنے وقت کے جید عالم تھے۔ ان کی اولاد میں قاری عبدالحکم اور قاضی عبدالحکیم مرحوم نے علمی طور پر جماعت میں بڑا مقام حاصل کیا اور خدمت دین کی۔

مولانا قاری عبدالحکم کرم الجلیلیؒ 2 مئی 1926 بمطابق ۱۸ شوال ۱۳۴۴ھ کو اتوار کے دن دہلی ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ والد کا اسم گرامی مولانا عبدالجلیل خانؒ ہے۔ جو اصل میں پنجاب کے ضلع جھنگ کے رہنے والے تھے اور بلوچ برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ دینی تعلیم کیلئے محدث ہند مولانا حافظ عبدالوہاب محدث دہلویؒ کی خدمت میں دہلی گئے اور پھر فراغت کے بعد وہیں پر سکونت اختیار کی اور اپنے استاد گرامی کے مدرسہ دار الکتاب والسنہ صدر بازار دہلی میں تدریسی خدمات انجام دینے لگے۔ صحیفہ اہلحدیث کی ادارت بھی انہیں تفویض کر دی گئی تھی۔ اس نیک طینت انسان کے گھر قاری جی نے شعور کی آنکھ کھولی۔ اور خالص دینی و علمی ماحول میں ان کی تعلیم و تربیت کا آغاز ہوا۔ آپ نے حفظ قرآن کے علاوہ میٹرک تک سکول کی تعلیم حاصل کی جبکہ اعلیٰ دینی تعلیم کیلئے مدرسہ صدیقیہ دہلی، مدرسہ فتح پوری دہلی، مدرسہ دار الکتاب والسنہ دہلی میں زیر تعلیم رہے۔

قیام پاکستان کے وقت اہل خاندان کے ہمراہ کراچی آگئے اور یہاں مدرسہ عربیہ اسلامیہ دار السلام محمدی مسجد برنس روڈ سے سند فراغت حاصل کی۔ قاری جی کو جن جلیل القدر اساتذہ کرام کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

مولانا حافظ محمد قاسم۔ میاں جی نذیر احمد ان سے حفظ قرآن کی سعادت حاصل کی۔ مولانا حافظ عبدالستار دہلوی۔ مولانا عبدالجلیل خاں (والد محترم) ان سے قرآن و حدیث اور اس سے متعلقہ علوم پڑھے۔ قاری حامد حسن۔ قرأت و تجوید کی تعلیم ان سے حاصل کی۔ اس کے علاوہ مولانا فضل الرحمٰن، مولانا محمد ادریس، مولانا محمد صدیق اور مولانا عبدالسمیع سے مختلف علوم و فنون، منطق، فلسفہ، علوم آلیہ، عقلیہ اور نقلیہ کی کتب پڑھیں۔

تحصیل علم کے بعد قاری جی درس و تدریس اور تحریر و تقریر کے ذریعے دعوت دین کے کام میں مصروف ہوگئے۔ صحیفہ اہل حدیث کی ادارت انہیں سونپ دی گئی تا دم آخر آپ اس سے منسلک رہے۔ آپ اعلیٰ پائے کے مصنف اور مضمون نگار تھے۔ صحیفہ اہلحدیث میں ان کے گراں قدر اداریئے اور ملکی، سیاسی سماجی اور دینی موضوعات پر پُر از معلومات مضامین اہل علم اور عوام میں قدر و

منزلت کی نگاہ سے دیکھے اور پڑھے جاتے تھے۔

آپ نباض وقت تھے ہمیشہ موقع کی مناسبت سے اشہب قلم کو مہمیز لگاتے۔ بلند مرتبت مفسر اور شارح تھے۔ مولانا امام عبدالستار محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد نصرۃ الباری شرح بخاری کا حاشیہ لکھنے کی ذمہ داری انہیں سونپ دی گئی اور آپ نے یہ علمی کام بڑی خوش اسلوبی سے کیا۔ 16 پاروں تک یہ علمی کام کر پائے تھے کہ پیمانہ حیات لبریز ہوگیا آپ کے صحیح بخاری پر لکھے گئے اردو حواشی مسلسل صحیفہ اہلحدیث کے صفحات کی زینت بنتے رہے۔

قاری جی اچھے اور عمدہ خوشنویس بھی تھے۔ انہوں نے کئی عربی و اردو کتابوں کی کتابت کی علاوہ ازیں صحیفہ اہلحدیث کی کتابت بھی خود ہی کرتے تھے۔ خوش نویسی کا فن بھی ان سے بہت سے لوگوں نے سیکھا۔ قاری جی کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی خصوصیات عطا کر رکھی تھیں۔ دینی علوم وفنون میں یگانہ روزگار تھے۔ قرآن کے حافظ تھے زبان میں حد درجے حلاوت اور مٹھاس تھی۔ طبیعت میں عجز و انکسار کا غلبہ تھا جو ایک بار آپ سے مل لیتا وہ آپ کے اخلاق کا گرویدہ ہو جاتا۔ مولانا عبدالجلیل خاں مولوی جی کی وفات کے بعد جونا مارکیٹ کی چھوٹی مسجد میں خطابت کا فریضہ ادا کرتے رہے۔ شیریں مقال واعظ تھے، دوران خطبہ انتہائی خوش الحانی سے قرآن پڑھتے۔ ان کی زبان سے نکلنے والے قرآن و حدیث کے پر اثر مواعظ سامعین کے قلب و ذہن پر ثبت ہوئے بغیر نہ رہتے۔ بہت سے لوگ دور دور سے فقط ان کا قرآن سننے کو آیا کرتے تھے۔ ان کی آواز میں بلا کا سوز اور درد تھا۔ جامعہ ستاریہ اسلامیہ میں واقع مسجد ابن تیمیہ" میں سب سے پہلے نماز تراویح قاری جی نے پڑھائی اور یہ سلسلہ کئی سال جاری رہا تا آنکہ بیماری سے آپ بے بس ہو گئے تو یہ سلسلہ ترک کرنا پڑھا۔ علاوہ ازیں قصور میں اہلحدیث کی تاریخی مسجد جامع فریدیہ اہلحدیث میں بھی جماعت اہلحدیث قصور کے اصرار پر کئی سال نماز تراویح میں آپ نے قرآن سنایا۔ اس کے علاوہ 15 سال فیصل آباد کے محلہ محمد پورہ کی مسجد مبارک اہلحدیث جس کے خطیب مجاہد ملت مولانا طیب معاذ صاحب ہیں وہاں نماز تراویح میں قران سنانے کیلئے کراچی سے تشریف لاتے رہے۔ درس و تدریس سے بھی ان کو بے پناہ شغف تھا، زندگی کا بیشتر حصہ اسی نیک کام میں مصروف عمل رہے۔ مدرسہ عربیہ اسلامیہ دارالسلام (محمدی مسجد برنس روڈ) اور پھر جامعہ ستاریہ اسلامیہ میں سالہا سال تک تدریس حدیث کا فریضہ انجام دیا۔

صحاح ستہ بالخصوص صحیحین پڑھانے میں تو ان کو کمال حاصل تھا۔ دوران درس علم وحکمت کے وہ موتی بکھیرتے جو پہلے نہ سنے ہوتے۔ وفات سے تین ماہ قبل تک یہ سلسلہ قائم رہا۔ چند سال پہلے انہیں فالج کا شدید اٹیک ہوا تھا جس سے ان کی صحت بڑی متاثر ہوئی۔ لیکن اس کے باوجود ان کے درس و تدریس کے معمولات اور شوق میں کوئی فرق نہ آیا۔ آپ خرابی صحت کے باوجود جامعہ ستاریہ میں صحیح بخاری شریف پڑھانے کیلئے تشریف لاتے رہے۔ پھر جب طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو تدریس کو ترک کرنا پڑا۔ آپ سے بہت سے طلباء نے حدیث شریف پڑھی، اور شرف تلمذ حاصل کیا چند ایک کے نام یہ ہیں:

مولانا عبدالعزیز نورستانی پشاور، پروفیسر حافظ محمد ادریس سلفی، شیخ الحدیث مولانا محمود احمد حسن، مولانا محمد الیاس سلفی وغیرہ، مولانا حافظ محمد انس مدنی، مولانا ثناء اللہ ڈاہروی، مولانا عبدالوارث بنگالی، رانا محمد شفیق خاں پسروری، رانا محمد خلیق خاں پسروری، مولانا ضیاء الحق بھٹی، مولانا محمد احمد نجیب، مولانا حافظ معاذ احمد فاروقی۔

قاری جی کا مطالعہ وسیع تھا اور دینی مسائل پر گہری نظر رکھتے تھے۔ فتویٰ نویسی میں ماہر تھے۔ صحیفہ اہلحدیث میں "بزم علمی" کے تحت انہوں نے سوال و جواب کا ایک مستقل سلسلہ جاری کر رکھا تھا۔ اس میں وہ قارئین کی طرف سے لکھے گئے دینی سوالا ت کے قرآن و حدیث کی روشنی میں بڑے خوبصورت پیرائے میں جواب دیتے۔ جماعت کو چاہئے کہ قاری جی کے ان علمی فتاویٰ کو جمع کر کے شائع کردے۔ یہ بہت بڑی نیکی ہوگی۔ بلاشبہ قاری عبدالحکم اپنے دور کے بے مثال عالم دین تھے۔ عادات واطوار، رہن سہن، میل ملاقات، علو اخلاق، ورع تدین، تواضع، انکساری، علم وعمل، ذہانت و فطانت، اور فہم وادراک کے لحاظ سے سلف صالحین کی تصویر تھے۔

افسوس کہ "بزم اسلاف" کا یہ معزز رکن اور روشن ستارہ 67 سال 4 مہینے 5 دن کی زندگی گزار کر 7 ستمبر 1994ء بمطابق ۲۹ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ کو اس جہان فانی سے ہمیشہ کیلئے چلا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم اپنے پیچھے دو بیٹے اور پانچ بیٹیاں سوگوار چھوڑیں، اللہ ان کا حامی وناصر ہو۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆